قاری حبیب الرحمٰن صاحب

نسیان القرآن (قرآن کو بھول جانا)

قرآن مجید کا حفظ کرنا بہت بڑی سعادت ہے اس سعادت کا حقیقی صلہ تو اللہ جل شانہٗ آخرت میں عنایت فرمائیں گے مگر اس دنیا میں بھی بڑی بڑی نعمتیں حافظ قرآن کو عطا ہوتی ہیں بقدر ما یجوزبہ الصلوۃ یعنی اتنا قرآن مجید یاد کرنا کہ جس سے نماز ادا ہو جائے (تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت) ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور پورا قرآن مجید حفظ کرنا فرض کفایہ ہے۔

حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ فضائل قرآن ص ۱۱ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اگر کوئی بھی العیاذ باللہ حافظ نہ رہے تو تمام مسلمان گناہ گار ہیں زرکشی رحمہ اللہ سے ملا علی قاریؒ نے نقل کیا ہے کہ جس شہر یا گاؤں میں کوئی قرآن پاک پڑھنے والا نہ ہو تو سب گناہ گار ہیں۔"

الحمد للہ ثم الحمد للہ آج کل لوگوں میں حفظ کا رجحان بہت ہے تقریباً ہر گھر میں ایک حافظ موجود ہے یا کوشش جاری ہے بلکہ بعض گھروں میں متعدد حافظ موجود ہیں اب اتنے حافظ ہو گئے ہیں کہ مسجدیں تراویح پڑھانے کے لیے کم پڑ گئی ہیں بعض مساجد و مکاتب اور مدارس میں بیسیوں حفاظ بیک وقت قرآن مجید تراویح میں سنا رہے ہوتے ہیں محلے کے کئی گھروں میں قرآن مجید سنایا جا رہا ہوتا ہے۔

حفظ قرآن کا یہ جذبہ قابل قدر ہے مگر اس کا دوسرا پہلو نہایت ہی خطرناک ہے اور وہ ہے قرآن مجید کا حفظ کر کے بھلا دینا آج کل والدین جوش میں آکر یہ فیصلہ کر تو لیتے ہیں مگر اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے حفظ قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ دوران تعلیم حفظ کو پختہ کیا جائے اور حفظ کی تکمیل کے بعد کم از کم ایک سال یا چھ ماہ اس کی گردان کی جائے اور اس کے بعد بھی پوری زندگی بلا ناغہ اس کی تلاوت (حفظ) کی جائے تا کہ جو نعمت اور اعزاز اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس کی ناقدری نہ ہو۔

آج کل والدین جب داخلہ کے لیے آتے ہیں تو بعض کا کہنا ہوتا ہے کہ ہم نے فلاں سکول

سے بچے کو اٹھالیا ہے، ایک سال کی چھٹی لی ہے اور سکول کی فیس بھی ادا کر رہے ہیں آپ ایک سال میں حفظ مکمل کرادیں۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ ہر بچے کا ذہن اور صلاحیت ایک جیسی نہیں ہوتی بہت ہی ذہین بچہ شاید ایک سال میں حفظ کر سکے ورنہ ڈیڑھ، دو، تین یا چار سال میں حفظ مکمل ہوتا ہے پھر حفظ کے بعد گردان (دہرائی) کے لیے بھی وقت درکار ہے ورنہ دو، چار سالوں کی محنت پر پانی پھر جائے گا۔ صرف بچے کی محنت ہی رائیگاں نہیں جاتی بلکہ والدین اور اساتذہ کی محنت بھی اکارت ہوتی ہے۔

بعض والدین اور بچے حفظ کی تکمیل تک تو صبر سے کام لیتے ہیں مگر جونہی حفظ مکمل ہوا سکول میں داخلہ ہو جاتا ہے جس سے بچہ دو کشتیوں کے سوار کے مترادف ہو جاتا ہے اور مثل مشہور ہے کہ "دو کشتیوں کا سوار ہمیشہ ڈوبا ہی کرتا ہے" چونکہ سکول کی پڑھائی میں دلچسپی کی وجہ سے حفظ کو بالکل ترک کر دیا جاتا ہے یا پھر برائے نام وقت دیا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چھ ماہ یا سال بعد والدین کف افسوس ملتے دوبارہ حفظ کے استاذ کے پاس آکر التجا کرتے ہیں مگر ''اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت'' ساری محنت پر پانی پھر جاتا ہے پھر نئے سرے سے کام شروع ہوتا ہے بڑی محنت اور جدوجہد کے بعد دوبارہ اس درجہ تک پہنچا جاتا ہے جہاں سے طالب علم چھوڑ کر گیا تھا۔ اکثر و بیشتر تو بچے باغی ہو جاتے ہیں اور والدین بھی کم ہمت، ناامید، اور سست ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے بچہ اور والدین دونوں اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہو جاتے ہیں بلکہ الٹا وعید اور عذاب اپنے سر لے لیتے ہیں کیونکہ قرآن مجید کو یاد کر کے بھلا دینا گناہ کبیرہ ہے جس میں بچے کے ساتھ ساتھ والدین بھی شریک ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

عُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَفِیْهَا ذَنْباً اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَةٍ اَوْ اٰیَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ اُوْتِیَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِیَهَا

مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کیے گئے سو میں نے ان میں کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہیں دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت عطا کی گئی ہو پھر اس نے اس کو بھلا دیا ہو'' (عنایات رحمانی ج ۱ ص ۱۸۹)

اسی وجہ سے استاذ الحفاظ و القراء حضرت قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی رحمہ اللہ آداب تلاوت ص ۴۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"قرآن مجید یاد ہو جانے کے بعد اس کا یاد رکھنا فرض ہو جاتا ہے روزانہ منزل پڑھنی چاہیے اگر خدانخواستہ بچہ سکول کی نذر ہو گیا تو یہ اس کے لیے سمّ قاتل ہے اس صورت میں اس کا حفظ تو حفظ اس کی نماز وغیرہ سب دینی باتیں ختم ہو جائیں گی پس اس سے اجتناب از حد ضروری ہے بلکہ میرا مشورہ یہ ہے کہ جس بچہ کے متعلق یہ گمان غالب ہو کہ وہ حفظ سے فارغ ہو کر (فوراً) سکول میں جائے گا (اور حفظ بُھلا دے گا) تو اس کو حفظ کرایا ہی نہ جائے (تا کہ قیامت والے دن پکڑ سے بچ جائے) بلکہ ناظرہ پڑھایا جائے اور نماز اور دینی باتوں کا خوگر بنا دیا جائے"۔

احقر عرض کرتا ہے کہ قاری صاحبؒ نے سچ فرمایا کہ ایسے بچوں کو حفظ نہ کرایا جائے جن کے متعلق قرائن سے معلوم ہو جائے کہ بعد میں بھول جائیں گے بلکہ اُن بچوں کو اِس کام کے لئے چُنا جائے جو اس کے اہل ہوں آخر دنیا کے کاموں میں بھی تو چناؤ ہوتا ہے تو پھر آخرت کے یا دین کے کاموں میں چناؤ کیوں نہ کیا جائے جیسے پولیس یا فوج میں شمولیت کے لیے چناؤ ہوتا ہے کہ تندرست ہو، معذور نہ ہو، ذہین ہو، کند ذہن نہ ہو، چاق و چوبند ہو، کاہل وسست نہ ہو وغیرہ بلکہ فضائیہ میں شمولیت کے لیے تو اور زیادہ کڑی شرائط رکھی جاتی ہیں لہٰذا اگر دین کا کام سنبھالنے والوں کے لئے کڑی شرائط رکھی جائیں تو بے جا نہ ہوگا اور حفظ قرآن از امور دین ہے نہ کہ دنیا۔

قرآن بھلانے کی سزا آخرت میں تو ہوگی ہی دنیا میں بھی اس کی سزا ملتی ہے، دنیا میں لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے، بلکہ اس کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے، گذران مکدر اور تنگ ہو جاتی ہے بعض علماء نے قرآن کے بھلانے کو سورة طه کی آیت نمبر ۱۲۴ کا مصداق قرار دیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ

قرآن مجید پر عمل میں کوتاہی کرنا منجملہ بھلانے ہی کے ہے بلکہ اصل بھلانا یہی ہے۔ (عنایات رحمانی ج ا ص ۱۸۹)

احقر کے پاس ایک شخص اپنے بچے کو لایا اور بتایا کہ اس نے سات آٹھ پارے حفظ کیے تھے اب وہ سلسلہ ختم ہو گیا تھا اس کو نئے سرے سے جاری کر دیں آپ کو حیرت ہوگی کہ جب اس بچے سے

میں نے سنا، حفظ تو حفظ، ناظرہ بھی بھول چکا تھا بلکہ آپ کو زیادہ حیرت ہوگی کہ حروف تہجی بھی بھول چکا تھا۔ (اللھم احفظنا منہ)

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے جیسے اللہ جل شانہٗ ہمارے محتاج نہیں بلکہ ہم ان کے محتاج ہیں اسی طرح اللہ کا کلام بھی ہمارا محتاج نہیں ہم اس کے محتاج ہیں اگر خدانخواستہ ہم نے اسے چھوڑا تو یہ بھی ہمیں چھوڑ دے گا اسی وجہ سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی ہیں۔

(۱) تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیاً مِنَ الْاِبِلِ فِیْ عَقْلِهَا. (متفق علیه)

قرآن کی خبر گیری کرو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اونٹ اپنی رسی سے اتنی جلدی نہیں نکلتا جتنی جلدی قرآن سینے سے نکل جاتا ہے۔

(۲) اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَلَّقَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَیْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ (متفق علیه)

قرآن والے (قاری) کی مثال اس اونٹ والے کی ہے جس کے اونٹ کو رسی سے باندھا گیا ہے اگر اس کی خبر گیری رکھتا ہے تو وہ بندھا رہتا ہے اگر اس کو چھوڑ دیتا ہے جاتا رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حافظ اور قرآن کو، اونٹ والے اور اونٹ سے مثال دے کر فرمایا کہ جس طرح اونٹ والا اونٹ کی رسی پکڑے رہے تھامے رہے اس کو باندھے رہے تو وہ اس کے پاس رہتا ہے اور اس کے قبضہ میں رہتا ہے اور اگر اونٹ والا اونٹ کی دیکھ بھال نہ کرے یا اس کی رسی کو چھوڑ دے تو وہ جدھر چاہتا ہے چلا جاتا ہے اسی طرح اگر حافظ، قرآن کی تلاوت کرتا رہے تو قرآن اس کے سینہ میں محفوظ رہے گا ورنہ اونٹ کی طرح چلا جائے گا اور کتاب الحیوان میں ہے کہ اونٹ میں یہ صفت ہے کہ جب یہ چلتا ہے تو پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتا بنسبت دوسرے جانوروں کے جب وہ چلتے ہیں تو پیچھے بھی مڑ کر دیکھتے ہیں۔

فتح المرید فی علم التجوید ص ۵۲ پر الشیخ عبدالحمید یوسف منصور......اسی مضمون کو نہایت احسن انداز میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مَنْ تَرَکَ الْقُرْآنَ یَوْماً تَرَکَهُ الْقُرْآنُ اُسْبُوْعاً، وَمَنْ تَرَکَهُ اُسْبُوْعاً تَرَکَهُ شَهْراً وَ مَنْ تَرَکَهُ شَهْراً تَرَکَهُ سَنَةً وَمَنْ تَرَکَهُ سَنَةً تَرَکَهُ الدَّهْرَ کُلَّهُ."

یعنی جو قرآن کو ایک دن کے لیے چھوڑتا ہے قرآن اس کو ایک ہفتہ کے لیے چھوڑ دیتا ہے، اور جو قرآن کو ایک ہفتہ کے لیے چھوڑے قرآن اس کو ایک ماہ کے لیے چھوڑ دیتا ہے، اور جو قرآن کو ایک ماہ کے لیے چھوڑے قرآن اس کو ایک سال کے لیے چھوڑ دیتا ہے، اور جو قرآن کو ایک سال کے لیے چھوڑ دے تو قرآن اس کو زندگی بھر کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔

نیز وہ لکھتے ہیں کہ

"اَلْقُرْآنُ اَخَفُّ مِنَ الْحَمَامَةِ وَاَثْقَلُ مِنَ الْجَبَلِ"

یعنی قرآن، پابندی سے پڑھنے والے کے لیے کبوتر سے زیادہ ہلکا اور نہ پڑھنے اور چھوڑ دینے والے کے لیے پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہے۔

نیز ارشاد نبوی تعاهدو االقرآن، اقرؤا القرآن واستذکروا القرآن میں صحابہ کو تاکید فرمائی جارہی ہے کہ قرآن کی خبر گیری کرو (کثرت سے تلاوت کرو) یاد کرتے رہا کرو حالانکہ ان کے حافظے بہت زیادہ قوی تھے اس کے باوجود بھی تاکید فرمائی ہمارے زمانے کے حافظے تو نہایت ہی کمزور ہیں اس لیے ہمیں تو بہت زیادہ کثرت سے تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اور کثرت سے تلاوت کرنے کا انعام یہ ملے گا کہ روز قیامت قرآن یاد ہوگا بھولے گا نہیں کیونکہ جب حافظ کو حکم ہوگا اقرا وارتق ورتل، "قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا'' تو ملا علی قاریؒ سے نقل کردہ حدیث کے مطابق اگر دنیا میں بکثرت تلاوت کرتا رہا تو اس وقت بھی یاد ہوگا ورنہ بھول جائے گا۔ (فضائل قرآن ص ۲۵)

احادیث کے الفاظ اَلْقُرْآنُ یُحَاجُّ الْعِبَادَ، اَلْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَکَ اَوْ عَلَیْکَ، وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَهُ سَاقَهُ اِلَی النَّارِ صاف صاف بتلا رہے ہیں کہ قرآن ان لوگوں کے خلاف جھگڑا کرے گا اور انہیں جہنم میں گرائے گا جنہوں نے اس کے حقوق کو تلف کیا اور اسے پس پشت ڈال دیا۔

ارشاد نبوی ہے: "مَا مِنْ اِمْرِءٍ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ یَنْسَاهُ اِلَّا لَقِیَ اللّٰهَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَجْذَمَ" (مشکوٰۃ، بحوالہ ابوداؤد، والدارمی)

"یعنی کوئی شخص ایسا نہیں جو قرآن کو پڑھتا ہو پھر اس کو بھول جائے مگر وہ قیامت کے دن کٹے

ہوئے ہاتھ سے اللہ سے ملاقات کرے گا۔"

قرآن مجید اگر بھول جائے تو یوں اس کو نہ بیان کیا جائے کہ "میں قرآن بھول گیا ہوں" بلکہ یوں کہا جائے کہ "میں بھلا دیا گیا ہوں" کیوں کہ قرآن کو بھولنا قرآن کی عظمت کے خلاف ہے اس لیے اس کو یوں کہیے کہ میری کم نصیبی اور کوتاہی ہے کہ میں نے اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر نہیں کی۔ اسی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا:

بِئْسَ مَالِاَحَدِ هِمْ اَنْ يَقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ (مشكوة بحواله بخاری و مسلم)

قرآن مجید کا بھولنا بعض اوقات کسی بیماری یا حادثے کی وجہ سے ہوتا ہے اور بعض دفعہ اپنی سستی، کاہلی کی وجہ سے اور بعض دفعہ گناہوں کی وجہ سے، گناہوں کا نسیان میں بڑا دخل ہے حضرت امام شافعیؒ کا شعر ہے:

شَكَوْتُ اِلٰى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِىْ
فَاَرْشَدَنِىْ اِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِىْ

فَاِنَّ الْحِفْظَ فَضْلٌ مِنْ اِلٰهٍ
وَفَضْلُ اللّٰهِ لَا يُعْطٰى لِعَاصِىْ

(میں نے امام وکیعؒ سے کم حفظی کی شکایت کی تو آپ نے گناہوں کو چھوڑنے کی ہدایت کی کیونکہ حافظہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل گناہگاروں کو نہیں دیا جاتا)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مواعظ میں ایک عبرت ناک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ حضرت جنیدؒ چلے جارہے تھے، ایک حسین لڑکا نصرانی کا سامنے آرہا تھا، ایک مرید نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ ایسی صورت کو بھی دوزخ میں ڈالیں گے؟ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ تو نے اس کو نظر استحسان سے دیکھا ہے عنقریب اس کا مزہ تم کو معلوم ہوگا چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شخص قرآن شریف بھول گیا۔ (نعوذ باللہ) (امثال عبرت)

گناہوں کی کثرت کے علاوہ ہموم و غموم دنیوی کی زیادتی، بہت سے کاموں اور تعلقات کو بڑھانا، ہرا دھنیا کھانا، کھٹا سیب کھانا، سولی پر لٹکے ہوئے کو دیکھنا، قبروں کے کتبوں کو پڑھنا، اونٹوں کے درمیان میں چلنا، زندہ جوؤں کو بغیر مارے پھینک دینا گدی پر پچھنے لگوانا یہ سب چیزیں حافظہ کو کمزور کرتی

ہیں۔ (تعلیم المتعلم طریق التعلم ص ۸۱)

نسیان قرآن سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل کیا جائے تو بہتر ہوگا:

۱۔ حفظ کی تکمیل کے بعد گردان (دہرائی) کے لیے کم از کم ایک سال یا چھ ماہ ضرور لگانے چاہئیں۔

۲۔ روزانہ کم از کم ایک پارہ حفظ پڑھنا چاہیے یا کسی کو سنا دینا چاہیے۔

۳۔ ہر سال تراویح میں قرآن مجید سنانا چاہیے۔

۴۔ احکامات قرآنی پر عمل کرنا چاہیے۔

۵۔ گناہوں سے اور دیگر چیزوں سے بچنا چاہیے جو حافظہ کو کمزور کرتی ہیں۔

۶۔ استاذ القراء قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کی تجویز کے مطابق تہجد کی آٹھ رکعتوں میں تین پارے پڑھ لیا کریں کہ اس عمل سے ان شاء اللہ قرآن مجید خوب پختہ ہوجائے گا نیز سورۂ بقرہ کی ابتداء سے مفلحون تک اور آیۃ الکرسی سے خالدون تک اور آخری رکوع بقرہ کا روزانہ بعد از عشاء پڑھ لیا کریں کہ ان آیات کے پڑھنے والے کو قرآن مجید یاد رہتا ہے۔ (آداب تلاوت ص ۴۸)

۷۔ یہ دعاء بھی مسنون ہے عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ خَشِیَ اَنْ یَنْسَی الْقُرْآنَ فَلْیَقُلْ ''اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ بِکِتَابِکَ بَصَرِیْ وَاَطْلِقْ بِهٖ لِسَانِیْ وَاشْرَحْ بِهٖ صَدْرِیْ وَاسْتَعْمِلْ بِهٖ جَسَدِیْ بِحَوْلِکَ وَقُوَّتِکَ فَاِنَّهٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِکَ۔'' (نہایۃ القول المفید ص ۳۱۳)

اللہ جل شانہ ہم سب کو ان تجاویز پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ اور نسیان قرآن سے بچائیں۔ آمین ثم آمین۔

نوٹ: حفظ قرآن کے اسباق مکمل ہونے سے پہلے حفاظ، والدین اور اساتذہ کرام کو بہت جلدی ہوتی ہے کہ کل ہوتا آج ختم قرآن ہوجائے اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ آخری پارے کمزور رہ جاتے ہیں اور ساری عمر اس پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

ایسے ہی تکمیل اسباق کے بعد والدین کو جلدی ہوتی ہے کہ گردان کرائے بغیر ان کو اکیڈمی میں یا درجہ تجوید یا درجہ کتب میں داخلہ دلایا جائے کیونکہ گردان کرنے سے سال ضائع ہوجائے گا۔ انہیں یہ

معلوم نہیں کہ گردان نہ کرنے سے کئی سال ضائع ہو جائیں گے یعنی نسیان القرآن سے سابقہ محنت پر پانی پھر جائے گا۔ دوسرے گردان کرنے سے سال ضائع ہوتا ہے؟ یہ ایک غلط سوچ ہے اس فقرے کو تو زبان پر لانا ہی نہیں چاہیے۔

اَلتَّعْجِیْلُ مِنَ الشَّیْطَان پر عمل پیرا ہونے کے بجائے بردباری اور تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور قرآن مجید کی گردان مکمل کرکے اور قرآن مجید کو پکا یاد کرکے آگے تعلیم شروع کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (بشکریہ رسالہ "القاری" اکتوبر ۲۰۱۴ء)